جلسہ سالانہ امریکہ اکتوبر ۹۴ء کے موقعہ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ
بنصرہ العزیز اور امیر جماعت امریکہ محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب مہمانوں کے
ہمراہ سٹیج پر

The **Ahmadiyya Gazette** and **Annoor** are published by the **Ahmadiyya Movement in Islam,** Inc.
15000 Good Hope Road • Silver Spring, MD 20905 • Tel: (301) 879-0110
Printed and distributed by the Malook Enterprises, Inc., Michigan

BULK RATE
U.S. POSTAGE
PAID
FLINT, MI
PERMIT NO. 88

Ahmadiyya Movement in Islam, Inc.
P. O. Box 681
GRAND BLANC, MI 48439

Address Correction Requested

جلسہ سالانہ امریکہ اکتوبر ۹۴ سنہ کے موقع پر بیعت اور آمین کا منظر

القرآن الحکیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝۱	(میں) اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)
اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۝۲	ہر قسم کی تعریف کا اللہ ہی مستحق ہے (جو) تمام جہانوں کا رب (ہے)
الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝۳	بے حد کرم کرنے والا، بار بار رحم کرنے والا۔
مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ۝۴	(اور) جزا سزا کے وقت کا مالک ہے۔
اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ۝۵	(اے خدا!) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔
اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۝۶	ہمیں سیدھے راستے پر چلا۔
صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ۝۷	اُن لوگوں کے راستے پر جن پر تُو نے انعام کیا ہے جن پر نہ تو (بعد میں تیرا) غضب نازل ہُوا (ہے) اور نہ وہ (بعد میں) گمراہ (ہو گئے) ہیں۔

احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنۡ رَافِعِ بۡنِ الۡمُعَلّٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ لِیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ : اَلَا اُعَلِّمُکَ اَعۡظَمَ سُوۡرَۃٍ فِی الۡقُرۡاٰنِ قَبۡلَ اَنۡ تَخۡرُجَ مِنَ الۡمَسۡجِدِ ؟ فَاَخَذَ بِیَدِیۡ فَلَمَّا اَرَدۡنَا اَنۡ نَخۡرُجَ قُلۡتُ : یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ! اِنَّکَ قُلۡتَ لَاُعَلِّمَنَّکَ اَعۡظَمَ سُوۡرَۃٍ فِی الۡقُرۡاٰنِ ، قَالَ : اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ هِیَ السَّبۡعُ الۡمَثَانِیۡ وَالۡقُرۡاٰنُ الۡعَظِیۡمُ الَّذِیۡ اُوۡتِیۡتُہٗ۔

(بخاری کتاب فضائل القرآن باب فضل فاتحۃ الکتاب)

حضرت رافع بن معلّیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا۔ کیا میں تجھے مسجد سے نکلنے سے پہلے پہلے قرآن مجید کی سب سے بڑی سورۃ نہ سکھاؤں۔ پھر آپؐ نے میرا ہاتھ پکڑا۔ جب ہم باہر نکلنے لگے تو میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسولؐ! آپؐ نے قرآن کریم کی سب سے بڑی سورۃ مجھے سکھانے کے متعلق فرمایا تھا۔ اس پر آپؐ نے کہا یہ سورۃ اَلۡحَمۡد ہے، یہ سبع مثانی ہے۔ یعنی اس کی سات آیتیں بار بار نازل ہوئیں اور بار بار پڑھی جائیں گی۔ یہی وہ قرآنِ عظیم ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔

جون ۱۹۹۵

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

تکبّر سے بچو! جس قدر دُنیا میں کسی سے محبت ممکن ہے خدا سے کرو

"میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ تکبّر سے بچو۔ کیونکہ تکبّر ہمارے خداوند ذوالجلال کی آنکھوں میں سخت مکروہ ہے مگر تم شاید نہیں سمجھو گے کہ تکبّر کیا چیز ہے۔ پس مجھ سے سمجھ لو کہ میں خدا کی روح سے بولتا ہوں۔ ہر ایک شخص جو اپنے بھائی کو اس لئے حقیر جانتا ہے کہ وہ اس سے زیادہ عالم یا زیادہ عقلمند یا زیادہ ہُنرمند ہے وہ متکبّر ہے کیونکہ وہ خدا کو سرچشمہ عقل اور علم کا نہیں سمجھتا اور اپنے تئیں کچھ چیز قرار دیتا ہے۔ کیا خدا قادر نہیں کہ اس کو دیوانہ کر دے اور اس کے اُس بھائی کو جس کو وہ چھوٹا سمجھتا ہے اُس سے بہتر عقل اور علم اور ہنر دیدے۔ ایسا ہی وہ شخص وہ اپنے کسی مال یا جاہ و حشمت کا تصوّر کر کے اپنے بھائی کو حقیر سمجھتا ہے وہ بھی متکبّر ہے۔ کیونکہ وہ اس بات کو بھول گیا کہ یہ جاہ و حشمت خُدا نے ہی اس کو دی تھی۔ اور وہ اندھا ہے اور نہیں جانتا کہ وہ خدا قادر ہے کہ اس پر ایک ایسی گردش نازل کرے کہ وہ ایک دم میں اسفل السّافلین میں جا پڑے اور اس کے اس بھائی کو جس کو وہ حقیر سمجھتا ہے اس سے بہتر مال و دولت عطا کر دے۔ ایسا ہی وہ شخص جو اپنی صحتِ بدنی پر غرور کرتا ہے یا اپنے حُسن اور جمال اور قوت اور طاقت پر نازاں ہے اور اپنے بھائی کا ٹھٹّھے اور استہزاء سے حقارت آمیز نام رکھتا ہے اور اس کے بدنی عیُوب لوگوں کو سناتا ہے وہ بھی متکبّر ہے۔ اور وہ اُس خدا سے بے خبر ہے کہ ایک دم میں اُس پر ایسے بدنی عیُوب نازل کرے کہ اس بھائی سے اُس کو بدتر کر دے اور وہ جس کی تحقیر کی گئی ہے ایک مدّتِ دراز تک اُس کے قویٰ میں برکت دے کہ وہ کم نہ ہوں۔ اور نہ باطل ہوں۔ کیونکہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے ایسا ہی وہ شخص بھی جو اپنی طاقتوں پر بھروسہ کر کے دُعا مانگنے میں سُست ہے وہ بھی متکبّر ہے۔ کیونکہ قوتوں اور قدرتوں کے سرچشمہ کو اُس نے شناخت نہیں کیا۔ اور اپنے تئیں کچھ چیز سمجھتا ہے۔ سو تم اے عزیزو! اِن تمام باتوں کو یاد رکھو۔ ایسا نہ ہو کہ تم کسی پہلو سے خدا تعالیٰ کی نظر میں متکبر ٹھہر جاؤ۔ اور تم کو خبر نہ ہو۔ ایک شخص جو اپنے ایک بھائی کے غلط لفظ کی تکبّر کے ساتھ تصحیح کرتا ہے اُس نے بھی تکبّر سے حصّہ لیا ہے۔ ایک شخص جو اپنے بھائی کی بات کو تواضع سے سننا نہیں چاہتا اور منہ پھیر لیتا ہے اُس نے بھی تکبّر سے حصّہ لیا ہے۔ ایک غریب بھائی جو اُس کے پاس بیٹھا ہے اور وہ کراہت کرتا ہے اُس نے بھی تکبّر سے حصّہ لیا ہے۔ ایک شخص جو دُعا کرنے والے کو ہنسی اور ٹھٹھے سے دیکھتا ہے اُس نے بھی تکبّر سے ایک حصّہ لیا ہے۔ اور وہ جو خدا کے ماموُر اور مُرسل کی پورے طور پر اطاعت کرنا نہیں چاہتا اُس نے بھی تکبّر سے ایک حصّہ لیا ہے۔ اور وہ جو خدا کے ماموُر اور مُرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اُس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اُس نے بھی تکبّر سے ایک حصّہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو کہ کوئی حصّہ تکبّر کا تم میں نہ ہو تا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پا جاؤ۔ خدا کی طرف جُھکو اور جس قدر دُنیا میں کسی سے محبت ممکن ہے تم اس سے کرو۔ اور جس قدر دُنیا میں کسی سے انسان ڈر سکتا ہے تم اپنے خدا سے ڈرو۔ پاک دل ہو جاؤ اور پاک ارادہ اور غریب اور مسکین اور بے شر تا تم پر رحم ہو۔"

(نزول المسیح صفحہ ۲۴، ۲۵)

(فرمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک الفاظ میں

جلسہ سالانہ کے اغراض و مقاصد اور برکات

"اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ

وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے"

ہمارا جلسہ سالانہ

دراصل اُس عظیم الشان جلسے کا پرتَو ہے جس کی بنیادی اینٹ خدا تعالےٰ نے آج سے قریباً ایک صدی قبل قادیان خود اپنے ہاتھ سے رکھی تھی پہلا جلسہ سالانہ جس میں صرف ۷۵ افراد نے شرکت کی تھی آج ساری دنیا میں کروڑوں افراد کو برکتوں سے معمور کرتا چلا جا رہا ہے۔ سیٹلائیٹ کے نئے انتظام کے تحت تو ان برکات کا دائرہ تمام براعظموں تک وسیع ہو کر کروڑوں تشنہ روحوں کی سیرابی کے سامان مہیا کر رہا ہے فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ سالانہ میں شرکت کرنے والوں کو مخاطب کر کے کچھ نصائح فرمائی ہیں جو ہمیشہ ہمارے مدّ نظر رہنی چاہئیں۔ حضور اقدس جلسہ سالانہ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"لہٰذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں جن میں تمام مخلصین اگر خدا چاہے بشرط صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں ...... حتیّ الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربّانی باتوں کے سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہیئے اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں ...... ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر ایک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے مُنہ دیکھ لیں گے اور روشناس ہو کر آپس میں رشتہ تودّد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا ...... اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اُٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت عزّت جلشانہٗ کوشش کی جائے گی اور اس روحانی سلسلہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے ...... ماسوا اس کے جلسہ میں یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں کیونکہ اب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام کے قبول کرنے کے لئے طیار ہو رہے ہیں ...... اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لاویں جو زاد راہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدر ضرورت ساتھ لاویں اور اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ حرجوں کی پرواہ نہ کریں ...... اور مکرّر لکھا جاتا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں طیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اُس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی چیز انہونی نہیں ...... بالآخر میں دعا پر ختم کرتا ہوں کہ ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالےٰ اُن کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہمّ و غم دور فرما دے اور ان کو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مُرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے۔"

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کا ایک ایک فقرہ ہمیں پیغام دے رہا ہے کہ جلسہ سالانہ کے دوران ہمارے اوقات کیسے بسر ہونے چاہئیں۔ ہم سب کا فرض ہے کہ جلسہ کی تمام تقاریر کو بغور سنیں نمازوں میں شمولیت کا خصوصی اہتمام کریں وہ بھائی جو ہماری جماعت میں نئے شامل ہوئے ہیں ان سے تعارف حاصل کر کے ان کے ساتھ تعلق اخوت استوار کریں نظام کی پابندی کو اپنا شعار بنائیں اور اپنے بھائیوں کو بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے قرآنی حکم کے تحت نیکی کی تلقین کرتے رہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ دعاؤں میں لگ جائیں کہ اللہ تعالےٰ ہمارے جلسہ کو ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت کرے۔ آمین ثم آمین۔

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پاکیزہ اور شیریں منظوم کلام

منتخب اشعار

چاند کو کل دیکھ کر مَیں سخت بے کل ہوگیا
کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اس میں جمالِ یار کا
اُس بہارِ حُسن کا دل میں ہمارے جوش ہے
مَت کرو کچھ ذکر ہم سے تُرک یا تاتار کا
ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف
جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے ترے دیدار کا
تُو نے خود رُوحوں پہ اپنے ہاتھ سے چھڑکا نمک
اس سے ہے شورِ محبت عاشقانِ زار کا
چشمِ مستِ ہر حسیں ہر دم دکھاتی ہے تجھے
ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خمدار کا
تیرے ملنے کے لئے ہم مل گئے ہیں خاک میں
تا مگر درماں ہو کچھ اس ہجر کے آزار کا
شور کیسا ہے ترے کوچہ میں لے جلدی خبر
خوں نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنوں وار کا

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار
جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اُس پر نثار
اسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب
کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب؟
اُسے دے چکے مال و جاں بار بار
ابھی خوف دل میں کہ ہیں نابکار
لگاتے ہیں دل اپنا اُس پاک سے
وہی پاک جاتے ہیں اس خاک سے

واحد ہے لاشریک ہے اور لازوال ہے
سب مَوت کا شکار ہیں اس کو فنا نہیں
سب خیر ہے اسی میں کہ اس سے لگاؤ دل
ڈھونڈو اسی کو یارو بُتوں میں وفا نہیں

سَر پہ خالق ہے اُس کو یاد کرو
یُوں ہی مخلوق کو نہ بہکاؤ!
کب تلک جھُوٹ سے کرو گے پیار
کچھ تو سچ کو بھی کام فرماؤ!
کچھ تو خوفِ خدا کرو لوگو!
کچھ تو لوگو! خُدا سے شرماؤ!
عیشِ دُنیا سدا نہیں پیارو
اس جہاں کو بقا نہیں پیارو
یہ تو رہنے کی جا نہیں پیارو
کوئی اِس میں رہا نہیں پیارو
اس خرابہ میں کیوں لگاؤ دِل
ہاتھ سے اپنے کیوں جلاؤ دِل

وہ دُور ہیں خُدا سے جو تقویٰ سے دُور ہیں
ہر دَم اسیرِ نخوت و کبر و غرُور ہیں
تقویٰ یہی ہے یارو کہ نخوت کو چھوڑ دو
کبر و غرُور و بُخل کی عادت کو چھوڑ دو
تقویٰ کی جڑ خُدا کے لئے خاکساری ہے
عفّت جو شرطِ دیں ہے وہ تقویٰ میں ساری ہے

یارو خودی سے باز بھی آؤ گے یا نہیں؟
خُو اپنی پاک صاف بناؤ گے یا نہیں؟
سچ سچ کہو، اگر نہ بنا تم سے کچھ جواب!
پھر بھی یہ مُنہ جہاں کو دکھاؤ گے یا نہیں؟

ہے سرِ رَہ پہ کھڑا نیکوں کی وہ مولیٰ کریم
نیک کو کچھ غم نہیں ہے گو بڑا گرداب ہے
کوئی کشتی اب بچا سکتی نہیں اس سَیل سے
حیلے سب جاتے رہے اِک حضرتِ توّاب ہے

اکرامِ ضیف

مکرم مولانا بشیر احمد خاں صاحب رفیق، لندن

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب پہلی وحی کا نزول ہوا تو آپؐ غارِ حرا سے نہایت گھبراہٹ کی حالت میں مکہ تشریف لے گئے اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ کو فرمایا کہ مجھے کمبل اوڑھا دو۔ جب آپ کی طبیعت میں کچھ سکون پیدا ہوا تو آپؐ نے حضرت خدیجہؓ کو نزول وحی کا واقعہ سنایا اور فرمایا خدیجہ مجھے خوف محسوس ہوتا ہے۔ حضرت خدیجہؓ نے جواب دیا۔ خدا کی قسم اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ آپ تو صلہ رحمی کرنے والے کمزوروں کا بوجھ اٹھانے والے، محتاجوں کے لیے کمانے والے، مہمان نوازی کرنے والے اور راہِ حق میں مصائب سہنے والے ہیں۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت خدیجہؓ کی گواہی کے مطابق آپ صلعم میں ایک خاص وصف مہمان نوازی کا تھا اور یہ اعلیٰ اخلاق میں سے ایک نہایت پسندیدہ خلق ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مبارک پر نظر ڈالنے سے یہ بات نمایاں طور پر نظر آتی ہے کہ آپ نہ صرف خود مہمان نوازی فرمایا کرتے تھے بلکہ اپنے صحابۂ کرام اور ازواج مطہرات کو بھی مہمان نوازی کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو اپنے آقا و مولیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق تھے اور جو اسوہ محمدی پر قدم بقدم چلنے والے تھے بھی مہمان نوازی کے خلق عظیم سے متصف تھے۔ اکرام ضیف پر نہ صرف خود عمل پیرا تھے بلکہ اپنے مریدوں اور زوجۂ محترمہ کو بھی تاکیداً اکرام ضیف کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ آپ کا انداز تلقین کسقدر خوبصورت، مؤثر اور دل پذیر تھا اس کی ایک جھلک مندرجہ ذیل واقعہ میں ملاحظ فرمائیں

حضرت مفتی محمد صادق صاحب بیان کرتے ہیں :

"جب میں ۱۹۰۵ء میں ہجرت کر کے قادیان چلا آیا اور اپنی بیوی اور بچوں کو ساتھ لایا اس وقت میرے دو بچے محمد منظور عمر ۵ سال اور عبد السلام عمر ایک سال کے تھے۔ پہلے تو حضرت اقدس نے مجھے وہ کمرہ رہنے کے واسطے دیا جو حضور کے اوپر والے مکان میں حضور کے رہائشی صحن اور کوچہ بندی کے اوپر والے صحن کے درمیان تھا۔ اس میں صرف دو چار پائیاں بچھ سکتی تھیں۔ چند ماہ ہم وہاں رہے اور چونکہ ساتھ ہی برآمدہ اور صحن میں حضرت اقدس معہ اہل بیت رہتے تھے اس واسطے حضور کے بولنے کی آواز سنائی دیتی تھی۔

ایک شب کا ذکر ہے کہ کچھ مہمان آئے جن کے واسطے جگہ کے انتظام کے لیے حضرت سیدہ حیران ہو رہی تھیں کہ سارا مکان تو پہلے ہی کشتی کی طرح پُر ہے اب ان کو کہاں ٹھہرایا جائے۔ اس وقت حضرت اقدس نے اکرام ضیف کا ذکر کرتے ہوئے حضرت بیوی صاحبہ کو پرندوں کا ایک قصہ سنایا۔ چونکہ میں بالکل ملحق کمرہ میں تھا اور کواڑوں کی ساخت پرانے طرز کی تھی جن کے اندر آواز بآسانی دوسری طرف پہنچتی رہتی تھی اس واسطے میں نے اس سارے قصے کو سنا۔ فرمایا۔ دیکھو! ایک دفعہ جنگل میں ایک مسافر کو شام ہو گئی۔ رات اندھیری تھی۔ قریب اسے کوئی بستی دکھائی نہ دی اور وہ ناچار ایک درخت کے نیچے رات گزارنے کے واسطے بیٹھ رہا۔ اس درخت کے اوپر ایک پرندہ کا آشیانہ تھا۔ پرندہ اپنی مادہ کے ساتھ باتیں کرنے لگا کہ دیکھو یہ مسافر جو آشیانے کے نیچے زمین پر آ بیٹھا ہے یہ آج رات ہمارا مہمان ہے اور ہمارا فرض ہے کہ اس کی مہمان نوازی کریں۔ مادہ نے اس کے ساتھ اتفاق کیا اور ہر دو نے مشورہ کر کے یہ قرار دیا کہ ٹھنڈی رات ہے اور اس مہمان کو آگ تاپنے کی ضرورت ہے اور تو کچھ ہمارے پاس نہیں ہم اپنا آشیانہ توڑ کر نیچے پھینک دیں تاکہ وہ ان لکڑیوں کو جلا کر آگ تاپ لے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور سارا آشیانہ تنکا تنکا کر کے نیچے پھینک دیا۔ اس کو مسافر نے غنیمت جانا اور ان سب لکڑیوں اور تنکوں کو جمع کر کے آگ جلائی اور تاپنے لگا۔ تب درخت پر اس پرندوں کے جوڑے نے پھر مشورہ کیا کہ آگ تو ہم نے اپنے مہمانوں کو بہم پہنچائی اور اس کے واسطے سینکنے کا سامان مہیا کیا۔ اب ہمیں چاہیے کہ اسے کھانے کو بھی دیں۔ اور تو ہمارے پاس کچھ نہیں ہم خود ہی اس آگ میں جا گریں اور مسافر ہمیں بھون کر ہمارا گوشت کھا لے۔ چنانچہ پرندوں نے ایسا ہی کیا اور مہمان نوازی کا حق ادا کیا۔"

(ذکرِ حبیب مولفہ مفتی محمد صادق صاحب۔ صہ ۸۵)

آپ اپنے خدام کو بھی اس وصف کے پیدا کرنے کی تلقین فرمایا کرتے چنانچہ فرماتے ہیں :

"چونکہ آدمی بہت ہوتے ہیں اور ممکن ہے کہ کسی کی ضرورت کا علم نہ ہو۔ اس لیے ہر ایک شخص کو چاہیے کہ جس شئے کی اسے ضرورت ہو وہ بلا تکلّف کہدے۔ اگر کوئی جان بوجھ کر چھپاتا ہے تو وہ گنہگار ہے۔ ہماری جماعت کا اصول ہی بے تکلفی ہے۔"

(ملفوظات جلد ۷۔ صہ ۱۰۲)

مہمانوں کے آرام کا آپ کو کس قدر خیال رہتا تھا اور ان کے آرام و آسائش کے لیے خود اپنی ذات پر کس طرح سختی فرمایا کرتے تھے۔ اس کے چند واقعات درج کرتا ہوں۔ حضرت منشی ظفر احمد صاحب جو آپ کے خاص رفقاء میں شمار ہوتے ہیں، فرماتے ہیں :

"دو شخص منی پور آسام سے قادیان آئے اور مہمان خانہ میں آکر انہوں نے خادمانِ مہمان خانہ سے کہا کہ ہمارے بستر اتارے جائیں اور سامان لایا جائے اور چارپائی بچھائی جائے۔ خادمان نے کہا کہ آپ خود اپنا سامان اتروائیں چارپائیاں بھی مل جائیں گی۔ دونوں مہمان اس بات پر رنجیدہ ہو گئے اور فوراً یکہ میں سوار ہو کر واپس روانہ ہو گئے۔ میں نے مولوی عبدالکریم صاحب سے یہ ذکر کیا تو مولوی صاحب فرمانے لگے جانے بھی دو ایسے جلد بازوں کو۔ حضرت اقدس کو اس واقعہ کا علم ہوا تو نہایت جلدی سے ایسی حالت میں کہ جوتا پہننا بھی مشکل ہو گیا حضور ان کے پیچھے نہایت تیز قدم چل پڑے۔ چند خدام بھی ہمراہ تھے۔ میں بھی ساتھ تھا۔ نہر کے قریب پہنچ کر ان کا یکہ مل گیا اور حضور کو آتا دیکھ کر وہ یکہ سے اتر پڑے اور حضور نے انہیں واپس چلنے کے لیے فرمایا کہ آپ کے واپس ہونے کا مجھے بہت درد پہنچا ہے۔ چنانچہ وہ واپس ہوئے۔ حضور نے یکہ میں سوار ہونے کے لیے انہیں فرمایا اور فرمایا میں ساتھ چلتا ہوں مگر وہ شرمندہ ہوئے اور سوار نہ ہوئے۔ اس کے بعد مہمان خانہ پہنچے حضور نے خود ان کے بستر اتارنے کے لیے ہاتھ بڑھایا مگر خدام نے اتار لیے۔ حضور نے اسی وقت دو نواری پلنگ بچھائے اور ان پر ان کے بستر کروائے۔ ان سے پوچھا کہ آپ کیا کھائیں گے اور خود ہی فرمایا کہ اس طرف تو چاول کھائے جاتے ہیں اور رات کو دودھ کے لیے پوچھا۔ جب تک کھانا نہ آیا وہیں ٹھہرے رہے۔"

(سیرت المہدی جلد ۴۔ صہ ۴۴)

حضرت منشی ظفر احمد صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

"ایک دفعہ جلسہ سالانہ پر بہت سے آدمی آئے تھے جن کے پاس کوئی پارچہ سرمائی نہ تھا۔ ایک شخص نبی بخش نمبر دار ساکن بٹالہ نے اندر سے لحاف بچھونے منگوانے شروع کیے اور مہمانوں کو دیتا رہا۔ میں عشاء کے بعد حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ بغلوں میں ہاتھ دیے بیٹھے تھے۔ اور ایک صاحبزادہ جو غالباً حضرت خلیفۃ المسیح الثانی تھے پاس لیٹے تھے اور ایک شتری چوغہ انہیں اوڑھا رکھا تھا۔ معلوم ہوا کہ آپ نے بھی اپنا لحاف بچھونا طلب کرنے پر مہمانوں کے لیے بھیج دیا۔ میں نے عرض کی کہ حضور کے پاس کوئی پارچہ نہیں رہا اور سردی بہت ہے۔ فرمانے لگے کہ مہمانوں کو تکلیف نہیں ہونی چاہیے اور ہمارا کیا ہے رات گذر جائیگی نیچے آکر میں نے نبی بخش نمبر دار کو بہت برا بھلا کہا کہ تم حضرت صاحب کا لحاف بچھونا بھی لے آئے۔ وہ شرمندہ ہوا اور کہنے لگا کہ جس کو دے چکا ہوں اس سے کس طرح واپس لوں۔ پھر میں مفتی فضل الرحمن صاحب یا کسی اور سے ٹھیک یاد نہیں رہا لحاف بچھونا مانگ کر اوپر لے گیا۔ آپ نے فرمایا کسی اور کو دے دو مجھے تو اکثر نیند بھی نہیں آیا کرتی۔ اور میرے اصرار پر بھی آپ نے نہ لیا اور فرمایا کسی مہمان کو دے دو۔ پھر میں لے آیا۔"

(روایاتِ ظفر ۷۶)

حضرت منشی صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

"آپ کی عادت تھی کہ مہمانوں کے لیے دوستوں سے پوچھ پوچھ کر عمدہ سے عمدہ کھانے پکواتے کہ کوئی عمدہ کھانا بتاؤ کہ جو دوستوں کے لیے پکوایا جائے۔ حکیم حسام الدین صاحب سیالکوٹی میر حامد شاہ صاحب مرحوم کے والد تھے ضعیف العمر آدمی تھے ان کو بلایا اور فرمایا کہ میر صاحب کوئی عمدہ کھانا بتلائیے جو مہمانوں کے لیے پکوایا جائے۔ انہوں نے کہا میں شب دیگ عمدہ پکوانی جانتا ہوں۔ آپ نے فرمایا بہت اچھا اور ایک مٹھی روپیوں کی نکال کر ان کے آگے رکھ دی۔ انہوں نے بقدر ضرورت روپے اٹھا لیے اور آکر انہوں نے بہت سے شلجم منگوائے اور چالیس پچاس کے قریب کھونٹیاں لکڑی کی بنوائیں۔ شلجم چھلوا کر کھونٹیوں سے کوچے لگوانے شروع کیے اور ان میں مصالحہ اور زعفران ایسی چیزیں بھروائیں۔ پھر وہ دیگ پکوائی جو واقعہ میں بہت لذیذ تھی۔ اور حضرت صاحب نے بھی بہت تعریف فرمائی اور مہمانوں کو کھلائی گئی۔" (روایاتِ ظفر ۸۱)

حضرت منشی ظفر احمد صاحب فرماتے ہیں :

"میں قادیان میں مسجد مبارک سے ملحق کمرے میں ٹھہرا کرتا تھا۔ میں ایک دفعہ سحری کھا رہا تھا۔ حضور تشریف لے آئے۔ دیکھ کر فرمایا۔ آپ دال سے روٹی کھا رہے ہیں۔ اور اسی وقت منتظم کو بلوایا اور فرمانے لگے آپ سحری کے وقت دوستوں کو ایسا کھانا دیتے ہیں۔ یہاں

ہمارے جس قدر احباب ہیں وہ سفر میں نہیں - ہر ایک سے
دریافت کرو کہ ان کو کیا چیز کھانے کی عادت ہے اور وہ
سحری کو کیا چیز پسند کرتے ہیں - ویسا ہی کھانا اُن
کے لیے تیار کیا جائے - پھر منتظم میرے لیے اَور کھانا
لایا مگر میں کھانا کھا چکا تھا اور اذان بھی ہو گئی تھی"
حضور نے فرمایا - اذان جلد دی گئی ہے اس کا خیال نہ کرو۔"
(روایاتِ ظفر ۱۰۳)

آپؑ کو خدام کی دلداری کس قدر محبوب تھی اس کی ایک جھلک
مندرجہ ذیل واقعہ میں ملاحظہ کریں - حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں :

"ایک مقدمہ کے تعلق سے میں ایک دفعہ گورداسپور میں
رہ گیا تھا - حضور کا پیغام پہنچا کہ واپسی میں مل کر جائیں
چنانچہ میں اور شیخ نیاز احمد صاحب' ایک دوست اور مفتی
فضل الرحمٰن صاحب قادیان کو یکّے میں روانہ ہوئے - بارش
سخت تھی اس لیے یکے کو واپس کرنا پڑا اور ہم بھیگتے رات
کے دو بجے کے قریب قادیان پہنچے - حضور اسی وقت باہر
تشریف لے آئے ہمیں چائے پلوائی اور بیٹھے باتیں پوچھتے
رہے - ہماری سفر کی تمام کوفت جاتی رہی - پھر حضور تشریف
لے گئے ۔"
(روایاتِ ظفر ۵۰)

ایک دفعہ میں قادیان سے رخصت ہونے لگا - حضور
سے اجازت طلب کی - حضور نے فرمایا ٹھہر جائیں ،
اندر سے دودھ کا گلاس لائے اور پھر نہر تک ہمیں
چھوڑنے گئے ۔"
(روایاتِ ظفر ۹۲)

میاں عبداللہ صاحب سنوری فرماتے ہیں کہ :

"ایک دفعہ حضرت مسیح موعود بیت الذکر (مسجد مبارک کے
ساتھ والا حجرہ جو حضرت صاحب کے مکان کا حصہ ہے)
لیٹے ہوئے تھے اور میں پاؤں دبا رہا تھا کہ حجرہ کی کھڑکی
پر لالہ شرم پت یا لالہ ملاوا مل نے دستک دی - میں اٹھ
کر کھڑکی کھولنے لگا مگر حضرت صاحب نے بڑی جلدی
اٹھ کر تیزی سے جا کر مجھ سے پہلے زنجیر کھولدی اور پھر
اپنی جگہ جا کر بیٹھ گئے اور فرمایا آپ ہمارے مہمان ہیں
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مہمان کا اکرام
کرنا چاہیئے ۔"
(روایاتِ سیرت المہدی ۸۹ حصہ ۲)

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ فرماتے ہیں :

"غالباً ۱۸۹۷ء یا ۱۸۹۸ء کا واقعہ ہوگا - مجھے حضرت صاحب
نے مسجد مبارک میں بٹھایا جو کہ اس وقت ایک چھوٹی سی
جگہ تھی - فرمایا آپ بیٹھیے میں آپ کے لیے کھانا لاتا
ہوں - یہ کہہ کر آپ اندر تشریف لے گئے - میرا خیال
تھا کہ کسی خادم کے ہاتھ کھانا بھیج دیں گے - مگر چند منٹ
کے بعد کھڑکی کھلی تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ اپنے ہاتھ میں
سینی اٹھائے ہوئے میرے لیے کھانا لائے ہیں - مجھے
دیکھ کر فرمایا کہ آپ کھانا کھائیے میں پانی لاتا ہوں
بے اختیار رقت سے میرے آنسو نکل آئے کہ جب
حضرت ہمارے مقتداء اور پیشوا ہو کر ہماری یہ خدمت
کرتے ہیں تو ہمیں آپس میں ایک دوسرے کی کس قدر
خدمت کرنی چاہیئے ۔" (ذکرِ حبیب مفتی محمد صادق صؓ)

حضرت مفتی صاحب فرماتے ہیں :

"ایک دفعہ بڑی رات گئے ایک مہمان آگیا - کوئی چارپائی
خالی نہ تھی اور سب سو رہے تھے - حضرت نے فرمایا - ذرا
ٹھہریے میں ابھی انتظام کرتا ہوں - آپ اندر تشریف
لے گئے اور دیر تک واپس نہ آئے - مہمان نے خیال کیا
شاید حضرت بھول گئے - اس نے ڈیوڑھی میں جھانکا تو دیکھا
کہ ایک صاحب چارپائی بُن رہے ہیں اور حضرت مٹی کا دیا
لیے کھڑے ہیں - چارپائی بُنی گئی اور مہمان کو دی گئی ' اُدھر
مہمان صاحب عرقِ ندامت میں غرق ہو رہے تھے کہ میں نے
آدھی رات کے وقت حضرت کو اس قدر تکلیف دی - اُدھر
حضرت اقدس عذر فرما رہے تھے کہ معاف کرنا چارپائی لانے میں
دیر ہو گئی ۔"

حضرت منشی ظفر احمد صاحب فرماتے ہیں :

"ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر خرچ نہ تھا - ان دنوں
جلسہ کے لیے الگ چندہ جمع ہو کر نہیں جاتا تھا - حضرت
مسیح موعودؑ اپنے پاس سے صرف فرماتے تھے - میر ناصر نواب
صاحب مرحوم نے آکر عرض کی کہ رات کو مہمانوں کے لیے
کوئی سامان نہیں ہے - آپ نے فرمایا کہ بیوی صاحبہ سے
کوئی زیور لے کر جو کفایت کر سکے فروخت کر کے سامان
کرلیں - چنانچہ زیور فروخت یا رہن کر کے میر صاحب روپیہ
لائے اور مہمانوں کے لیے سامان بہم پہنچایا ۔"
(سیرت المہدی جلد ۶)

جناب مولوی حسن علی صاحب بھاگلپوری جو بہار کے رہنے والے
تھے اور پٹنہ ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر تھے اور اپنے زمانہ کی مشہور
شخصیت تھے ۱۸۸۷ء میں حضرت اقدس کی ملاقات کے لیے قادیان تشریف
لائے اور حضور سے ملاقات کی - آپ نے اپنے خیالات اور قلبی جذبات
کا اظہار ایک رسالہ "تائید حق" میں بدیں الفاظ کیا - آپ تحریر فرماتے ہیں :

"مرزا صاحب کی مہمان نوازی کو دیکھ کر مجھ کو تعجب سا گذرا
ایک چھوٹی سی بات لکھتا ہوں جس سے سامعین ان کی
مہمان نوازی کا اندازہ کر سکتے ہیں - مجھ کو پان کھانے کی
بُری عادت تھی - امرتسر میں تو مجھ کو پان ملا لیکن بٹالہ
میں مجھ کو پان کہیں نہ ملا - ناچار الائچی وغیرہ کھا کر صبر کیا
میرے امرتسر کے ایک دوست نے کمال کیا کہ حضرت
میرزا صاحب سے نہ معلوم کس وقت میری اس بری عادت
کا تذکرہ کر دیا - چنانچہ میرزا صاحب نے گورداسپور ایک آدمی
کو روانہ کیا - دوسرے دن گیارہ بجے کے وقت جب میں
کھانا کھا چکا تو پان موجود پایا - سولہ کوس سے پان

میرے لیے منگوائے گئے۔"

مولانا ابوالکلام آزاد کے بڑے بھائی مولانا ابوالنصر مرحوم ۱۹۰۵ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ملاقات کے لیے قادیان تشریف لے گئے قادیان سے واپس جاکر انہوں نے اخبار "وکیل" امرتسر میں ایک مضمون لکھا فرماتے ہیں :

"میں نے کیا دیکھا۔ قادیان دیکھا۔ مرزا صاحب سے ملاقات کی اور ان کا مہمان رہا۔ مرزا صاحب کے اخلاق اور توجہ کا مجھے شکریہ ادا کرنا چاہیے .... اکرام ضیف کی صفت خاص اشخاص تک محدود نہ تھی۔ چھوٹے سے لیکر بڑے تک ہر ایک نے بھائی کا سا سلوک کیا .... مرزا صاحب کی صورت نہایت شاندار ہے۔ جس کا اثر بہت قوی ہوتا ہے، آنکھوں میں ایک خاص طرح کی چمک اور کیفیت ہے .... مرزا صاحب کی وسیع الاخلاقی کا یہ ادنیٰ نمونہ ہے کہ اثنائے قیام کی متواتر نوازشوں پر بایں الفاظ مجھے مشکور ہونے کا موقع دیا کہ ہم آپ کو اس وعدہ پر واپس جانے کی اجازت دیتے ہیں کہ آپ پھر آئیں اور کم از کم دو ہفتہ قیام کریں۔"

حضرت قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم مسجد مبارک میں کھانا کھا رہے تھے جو حضرت صاحب کے گھر سے آیا تھا۔ اتفاقاً میری نظر سالن میں ایک مکھی پر پڑ گئی۔ مجھے چونکہ مکھی سے طبعاً شدید نفرت ہے میں نے کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا۔ خادمہ جب کھانے کے برتن واپس لے کر گئی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظر پڑ گئی۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ کھانا کس نے نہیں کھایا۔ خادمہ نے بتایا کہ سالن میں مکھی کی وجہ سے قاضی صاحب نے کھانا واپس بھجوا دیا ہے۔ آپ اس وقت کھانا کھا رہے تھے۔ فوراً اپنے سامنے کا کھانا اٹھا کر باہر بھجوا دیا اور اپنے ہاتھ کا نوالہ بھی برتن میں چھوڑ دیا خادمہ خوشی خوشی کھانا لائی اور بتایا کہ حضرت صاحب نے اپنا تبرک بھجوا دیا ہے۔ ———— ٭

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

بیعت کی ایک غرض اور جلسہ سالانہ

" تمام مخلصین داخلین سلسلۂ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو ۔ اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو ۔ لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے تا اگر خدائے تعالیٰ چاہے تو کسی بُرہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دور ہو اور یقین کامل پیدا ہوکر ذوق اور شوق اور ولولہ عشق پیدا ہو جائے ۔ سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہئیے اور دعا کرنا چاہئیے کہ خدائے تعالیٰ یہ توفیق بخشے ۔ اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو ۔ کبھی کبھی ضرور ملنا چاہئیے ۔ کیونکہ سلسلۂ بیعت میں داخل ہوکر پھر ملاقات کی پرواہ نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی ۔ اور چونکہ ہریک کے لئے بباعث ضعف فطرت یا کمی مقدرت یا بعد مسافت یہ میسر نہیں آسکتا کہ وہ صحبت میں آکر رہے یا چند دفعہ سال میں تکلیف اٹھا کر ملاقات کے لئے آوے ۔ کیونکہ اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتعال شوق نہیں کہ ملاقات کے لئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے پر روا رکھ سکیں لہذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرط صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں ۔ "

(آسمانی فیصلہ صفحہ 351)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک عظیم دعا

"اے میرے ربّ ! تو میری کوشش اور ہمت اور دعا اور کلام سے اسلام کو زندہ فرما اور میرے ذریعہ اس کی خوبصورتی کو ظاہر کر ..... اے میرے ربّ تو مجھے دکھا کہ تو کسطرح مُردوں کو زندہ کرتا ہے۔ مجھے ایسے چہرے دکھا جو ایمانی شمائل رکھنے والے ہوں اور ایسے لوگ دے جو حکمتِ ایمانی رکھتے ہوں اور ایسی آنکھیں جو خوف سے رونے والی ہوں اور ایسے دل جو تیرے ذکر کے وقت کانپ جانے والے ہوں۔ اور ایسی خالص فطرت رکھنے والے جو حق اور راستی کی طرف لوٹنے والی ہو اور مجذوبوں اور قطبوں کے ساتھ کے پیچھے چلنے والی ہو۔" ———— آمین

بقیہ صفحہ ۱۲ سے

مندرجہ بالا ارشادات جماعت کو مضبوط سے مضبوط تر بنانے والے ہیں ہم سب کا فرض ہے کہ ان تمام باتوں کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں اور وہ کچھ کریں جو ان ارشادات میں کہا گیا ہے۔ جماعت جس قدر زیادہ مضبوط ہوگی اتنی ہی وہ اپنے مقاصد کے حصول میں کامیاب رہے گی۔ انفرادی طور پر بھی اور اجتماعی طور پر بھی اور حقیقت میں انفرادی مضبوطی، بہتر روحانی اقدار ہی اجتماعی مضبوطی کا باعث ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق دے آمین۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ؎

جو خاک میں ملے اُسے ملتا ہے آشنا
اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

"آپ کے وقت میں یہ سلسلہ بدنام نہ ہو"

مکرم احمد زبیر خان صاحب

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّن نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۖ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ ۖ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ ۚ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝

(سورہ حجرات)

ترجمہ:۔ "مومنوں کا رشتہ آپس میں صرف بھائی بھائی کا ہے پس تم اپنے دو بھائیوں کے درمیان جو آپس میں لڑتے ہوں صلح کرا دیا کرو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ اے مومنو! کوئی قوم کسی قوم سے اُسے حقیر سمجھ کر ہنسی مذاق نہ کیا کرے۔ ممکن ہے کہ وہ اُن سے اچھی ہو اور نہ (کسی قوم کی) عورتیں دوسری (قوم کی) عورتوں کو حقیر سمجھ کر اُن سے ہنسی ٹھٹھا کیا کریں۔ ممکن ہے کہ وہ (دوسری قوم یا حالات والی) عورتیں اُن سے بہتر ہوں اور نہ تم ایک دوسرے کو طعن کیا کرو اور نہ ایک دوسرے کو بُرے ناموں سے یاد کیا کرو، کیونکہ ایمان کے بعد اطاعت سے نکل جانا ایک بہت ہی بُرے نام کا مستحق بنا دیتا ہے (یعنی فاسق کا) اور جو بھی توبہ نہ کرے، وہ ظالم ہوگا۔

جھکنا انسان کا خاصہ ہے وہ جتنا جھکتا ہے وہ جتنا جھکتا ہے اُتنا ہی مفید وجود سمجھا جاتا ہے بلکہ مثال دی جاتی ہے کہ جتنا درخت پھل دار ہوتا ہے اُتنا ہی وہ جھکتا ہے۔ اس مثال سے ہمیشہ یہ سمجھانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ جھک کر ہی انسان انسانوں کے کام آسکتا ہے۔ انکسار بھی اسی کا نام ہے اور منکسر المزاج شخص عزت بھی دوسروں سے زیادہ حاصل کر سکتا ہے گردن اکڑی رہے تو کچھ لوگ خوف تو ضرور کھائیں گے لیکن عزت کوئی بھی نہیں کرے گا۔

جھکنا بھی عادت ہے یہ عادت ہو تو انسان جھکتا ہے اور یہ عادت نہ ہو تو تکلف کے ساتھ اُسے جھکنا بھی مشکل ہو جاتا ہے بے شک بعد میں معافی مانگنی پڑے لیکن ایک دفعہ تو اکڑپن کا اظہار ہو ہی جاتا ہے اور عادت کے متعلق ہم خوب جانتے ہیں کہ عادت بنائی جاتی ہے اور اسے پختہ کرنا بھی اپنے اختیار میں ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں۔

"بد خلقی، بدکلامی، بے حیائی کا زبان پر لانا بے حیائی کے کام کرنا، گالی گلوچ اور بے حیائی کے ارتکاب میں حد سے بڑھ جانے کا اسلام سے دور کا بھی تعلق نہیں اور اسلام کے اعتبار سے سب سے اچھا انسان وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں۔ (رواہ احمد بسند جید)

ایک اور موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا!

"مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے وہ نہ اُس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اُسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے جو کوئی اپنے بھائی کی ضرورت میں کام آئے گا اللہ تعالیٰ اُس کی ضرورت کے وقت اُس کے کام آئے گا اور جو کوئی کسی مسلمان کی کسی تکلیف کو دور کرے گا اللہ تعالیٰ اُس کے بدلے قیامت کی تکلیفوں میں سے اُس کی کوئی تکلیف دور فرمادے گا اور جو کوئی کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔

(مسلم جلد نمبر۲ کتاب البر والصلۃ)

پھر یہاں تک آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خدا کو گواہ بنا کر یہ فرمایا!

"مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم میں کوئی شخص سچا مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے وہی بات پسند نہیں کرتا جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ (بخاری کتاب الایمان)

جماعت احمدیہ کو مضبوط سے مضبوط تر کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔

"آپس میں اخوت اور محبت پیدا کرو.... تم آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ عزت سے پیش آؤ۔ ہر ایک اپنے آرام پر اپنے بھائی کے آرام کو ترجیح دے.... تم باہم اتفاق رکھو۔ خدا تعالیٰ نے یہی تعلیم دی تھی کہ تم وجود واحد رکھو ورنہ ہوا نکل جائے گی۔ نماز میں ایک دوسرے کے ساتھ جڑ کر کھڑے ہونے کا حکم اسی لئے ہے کہ باہم اتحاد ہو برقی تار کی طرح ایک کی خیر دوسرے میں سرایت کرے اگر اختلاف ہو اتحاد نہ ہو تو پھر بے نصیب رہو گے.... یاد رکھو جب تک تم میں ہر ایک ایسا نہ ہو کہ جو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کے لئے پسند نہ کرے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے.... بھائیوں کے حقوق کو اور ہمسائیوں کے حقوق کو شناخت کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ زبان سے کہہ لینا کہ ہم جانتے ہیں بے شک آسان ہے مگر سچی ہمدردی اور اخوت کو برت کر دکھلانا

مشکل کام ہے۔"

(روزنامہ الفضل، صفحہ ۲، ۱۶ جون ۱۹۹۲ء)

حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام اپنے فارسی منظوم کلام کے دو اشعار میں فرماتے ہیں۔

کبرو کیں را ترک کن اے بد خصال
تا بتابد بر تو نورِ ذوالجلال

اے بدخصلت انسان تکبر اور دشمنی کو چھوڑ تاکہ تجھ پر خدائے ذوالجلال کا نور پڑے۔

ایں چنیں بالا ز بالا چوں پری
یا مگر زاں ذاتِ بیچوں منکری

تو اتنا اونچا کیوں اڑتا ہے شائد کہ تو اس بے مثل ذات کا منکر ہے۔

حضور علیہ السلام اپنے ایک اردو شعر میں فرماتے ہیں ع

بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں

اسی خیال کو حضور علیہ السلام نے بالا فارسی اشعار میں بیان فرمایا ہے کہ انسان کو چاہیئے کہ وہ اپنے آپ کو دوسروں سے کم تر سمجھے ہر وہ شخص جو اپنے متعلق یہ سمجھنے لگتا ہے کہ وہ بہت بڑا انسان ہے ہمیشہ غلط فہمی کا شکار ہوتا ہے اور یہ غلط فہمی اس سے کئی ایسے افعال سرزد کروا دیتی ہے جو انتہائی ناپسندیدہ ہوتے ہیں وہ شخص جو بہت اونچا اُڑ رہا ہوتا ہے کیا تو خدا کی ذات کا منکر ہے یعنی سب سے بڑا تو خدا ہے اس کی بڑائی کا ذکر ہونا چاہیئے۔ اگر انسان اپنی بڑائی کا ذکر کرنے لگے اور اپنے آپ کو بہت بلند و بالا سمجھنے لگے تو یقیناً اس کے دل سے خدا کی بڑائی کا خیال نکلنا شروع ہو جائے گا اور اس کی وہی کیفیت ہو جائے گی جو ایک منکر ذات خدا کی ہو سکتی ہے اللہ تعالیٰ تجھے ہدایت دے اور تو اس غلط خیال سے باز آجائے کیونکہ یہ خیال مشرکانہ اور انتہائی غلط ہے۔

ایک اور موقعہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔

"اگر انسان تکبر کرنا چھوڑ دے اور اخلاق اور ملنساری سے پیش آوے تو یہ ایک بھاری معجزہ ہوتا ہے۔ دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں ایسے کئی نمونے پائے جاتے ہیں کہ بعض لوگوں نے محض آپؐ کے اخلاقی کمال کی وجہ سے اسلام قبول کیا۔"

(ملفوظات جلد پنجم، صفحہ ۵۰۱، ۵۰۲)

"میری نصیحت ہے کہ دو باتوں کو یاد رکھو، ایک خدا تعالیٰ سے ڈرو، دوسرے اپنے بھائیوں سے ایسی ہمدردی کرو جیسی اپنے نفس سے کرتے ہو، اگر کسی سے کوئی قصور اور غلطی سرزد ہو جائے تو اسے معاف کرنا چاہیئے۔"

(حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

"عیب شماری کی طرف ہر وقت متوجہ رہنا ٹھیک نہیں، کچھ اپنی اصلاح بھی چاہیئے، ہمیشہ کسی دوسرے کی عیب چینی سے پہلے اپنی گذشتہ عمر پر نگاہ ڈالو کہ ہم نے اپنی زندگی میں کتنی تبدیلی کی ہے ایک عیب کی وجہ سے ہم کسی شخص کو برا کہہ رہے ہیں کیا ہم میں بھی کوئی عیب ہے یا نہیں اور اگر اس کی بجائے ہم میں یہ عیب ہوتا اور ہماری کوئی اس طرح پر غیبت کرتا تو ہمیں برا معلوم ہوتا یا نہیں۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

"انسان کا گوشت پوست کوئی قیمت نہیں رکھتا، گوشت پوست جیسے ایک چور کا ہے ویسے ہی ایک نیک آدمی کا ہے۔ ہڈیاں جیسے ایک چور کی ہیں ویسے ہی ایک نیک آدمی کی ہیں، خون جیسے ایک چور کا ہے ویسے ہی ایک نیک آدمی کا ہے فرق صرف یہ ہے کہ اس کے اخلاق برے ہیں اور اس کے اخلاق اعلیٰ درجہ کے ہیں۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

"ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ ہر قسم کی تلخی کو مٹانے کی کوشش کرے۔ اسلام کہتا ہے کہ آپس میں محبت اور پیار کے ساتھ زندگی گزارو اور سارے لڑائی جھگڑے ختم کرو۔ زندگی کی تلخیاں مٹا ڈالو اور امن کی اور اخوت کی اور دوستی کی فضا پیدا کرو.... ہر شعبۂ زندگی کے متعلق حکم یہ ہے کہ لڑنا نہیں، جھگڑے کی فضا نہیں پیدا کرنی۔ تمام معاملات کو پیار اور محبت کے ساتھ طے کرو.... اسلام نے سارے جھگڑے مٹا دیئے ہیں اور سارے احکام جھگڑے مٹانے والے دیئے اور پھر کہا ان پر عمل کرو جھگڑے ختم ہو جائیں گے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۸ مئی ۱۹۷۹ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

"محبت ایک ایسی طاقت ہے جو براہ راست دور دور تک اثر کرنے والی ہے اور جنسی اختلاف کے باوجود محبت ضرور غالب آیا کرتی ہے۔ پس آج بھی دنیا میں حیرت انگیز طور پر سمندر کے جانوروں کو اور خشکی کے جانوروں کو اور ہوا میں اڑنے والے جانوروں کو آج کی دنیا کا انسان سدھانے کی جو استطاعت پا چکا ہے اور حیرت انگیز کارنامے سرانجام دے رہا ہے، یہ استطاعت اگر آپ غور کریں تو در حقیقت محبت ہی کی استطاعت ہے۔ اس کے سوا کوئی استطاعت نہیں ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳ جولائی ۱۹۹۰ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ ۲۹ نومبر ۱۹۹۱ء میں فرماتے ہیں۔

"لاجواب کرنا ہمارا مقصد نہیں ہے، ہمارا مقصد یہ ہے کہ دل جیتیں، خواہ خود لاجواب ہو کر دل جیتیں اور یہ بھی ایک حکمت کا مضمون ہے۔ بعض دفعہ لاجوابی سے بھی دل جیتے جاتے ہیں، آپ ایک بات کو برداشت کر جائیں اور اس کا جواب نہ دیں اور ایک درد آمیز خاموشی اختیار کر لیں تو اس نتیجہ میں بھی دل جیتے جاتے ہیں۔"

بقیہ صفحہ ۱۰ پر

ایک خوش نصیب بچہ
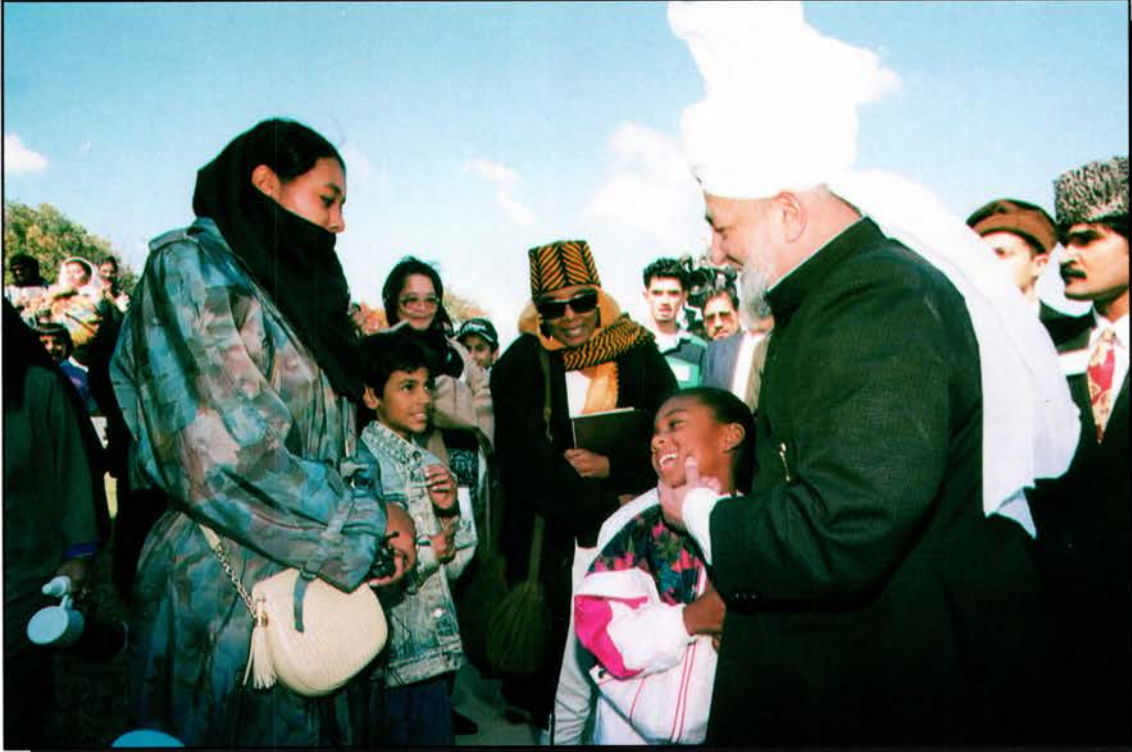
جلسہ سالانہ امریکہ اکتوبر ۹۴ء کے موقعہ پر اطفال الاحمدیہ عربی قصیدہ سنا رہے ہیں
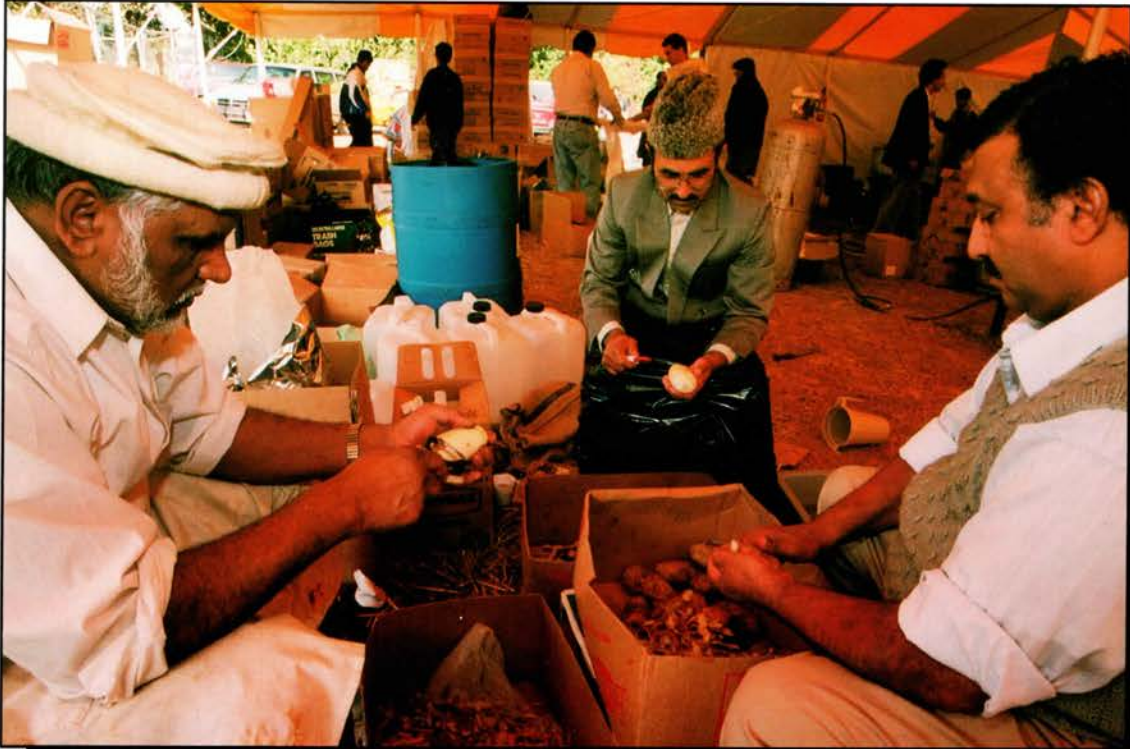
جلسہ سالانہ امریکہ اکتوبر ۹۴ء کے موقعہ پر لنگر خانہ میں مہمانوں کیلئے کھانا تیار کیا جا رہا ہے۔